AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

عصر حاضر کے خانقاہی نظام میں تعلیمات تصوف کا جائزہ

An Analysis of the Teachings of Sufism in the Contemporary Khanqahi System

Attiq Ur Rehman
PhD scholar Deptt. Islamic studies Qurtuba University DIKhan
Attiqurrehman19876@gmail.com
Muhammad Najm Ul Arifin
PhD scholar Deptt. Islamic studies Gomal University DIKhan
najmularifin@gmainl.com
Dr. Muhammad Aslam Khan
Professor Deptt. Islamic study Qurtuba University DIKhan
Faizulquran52@gmail.com

Abstract

Allah Almighty sent prophets and messengers for the guidance of humankind. Their mission was to teach communities the Book and wisdom and to purify their souls; this was the very purpose of prophetic mission, as stated in the Holy Qur'an. The concept of purification of the soul (tazkiyah), alongside the teaching of the Book and wisdom, is known in the present age as Tasawwuf (Sufism). In reality, it represents spiritual purification and the station of ihsān. For the attainment of this objective, from the earliest generations to later times, pious scholars and spiritual masters have consistently adopted and upheld the path of Sufism. The majority of scholars and saints of the Muslim Ummah in every era have regarded adherence to the spiritual path (ṭarīqah) as essential.

Keywords:*Sufism, spirit, Khanqah, purification of the soul.*

تمہید

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے انبیاءورسل مبعوث فرمائے جن کا مقصد امتوں کو کتاب وحکمت کی تعلیم دینا تھا اور ان کا تزکیہ نفس فرمانا انبیاء کا مقصد بعثت تھا جسے قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے۔ اور کتاب وحکمت کے ساتھ تزکیہ نفس کی اصطلاح عصر حاضر میں تصوف کے نام سے موسوم ہے۔ اور یہ درحقیقت تزکیہ واحسان ہے۔ جس کے حصول کی خاطر امت میں سلف سے لیکر خلف تک علماءِ ربانیین اور بزرگانِ دین نے تواتر کے ساتھ تصوف کو اختیار کیے رکھا ہے۔ جمہور علماءوبزرگان امت نے جہاں ہر دور میں راہ طریقت سے تمسک کو لازم رکھا۔

مقالہ ھذا میں تحدید کے لیے عہد جدید کو لیا گیا ہے جس میں وہ صوفیاء کرام شامل ہیں جو 1947ء سے لیکر آج تک خدمت دین کے جذبہ صادقہ سے سرشار ہو کر بندگان خدا کی اصلاح باطن اور ان کی دینی تعلیم کا اہتمام کر رہے ہیں۔ جن میں مولانا عبد الخالق کبیر والاملتان، محمد قمر الدین سیالویؒ، محمد صدیق بھوروی، پیر محمد کرم شاہ الازہری، ابو الخلیل خواجہ خان محمد خانقاہ سراجیہ کندیاں، شیخ محمد یونسؒ، سعید احمد پالنپوری، شاہ حکیم محمد اخترؒ، پیر مختار الدین شاہ اور ذوالفقارؒ احمد نقشبندیؒ قابل ذکر ہیں۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

تصوف کے مادہ اشتقاق کے بارے میں علماء کرام کے ہاں متعدد اقوال ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

1. الصفا:

بعض علماء نے کہا کہ تصوف کا لفظ "صفا" سے ہے جس کا مطلب ہے ظاہری اور باطنی صفائی جیسا کہ اسماعیل بن حماد جوہری نے لکھا: "الصفا--- خلاف الکدر۔"[1] صفائی میلے پن کا الٹ ہے۔ مرتضی زبیدی لکھتے ہیں: "الصفاء فی خلوص الشیئی من الشوء۔"[2] صفاء کا مطلب کسی چیز کا قبیح سے پاک ہونا ہے۔ لفظ صوفی سے متعلق شیخ بشر بن حارث الحافی کا قول ہے: "الصوفی من صفا قلبہ للہ۔"[3] صوفی وہ ہے جس نے اللہ کے لئے اپنے دل کو صاف کیا۔ شیخ علی بن عثمان ہجویری تصوف کے مختلف اشتقاقات پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں "ایک طبقہ کہنے لگا کہ صوفی ایک اسم ہے جو صفا سے مشتق ہے یعنی جس کے اندر و باہر صفائی ہے وہ صوفی کہلانے کا حقدار ہے۔"[4]

شیخ عبد القادر جیلانی اس متعلق لکھتے ہیں: "صوفی فوعل کے وزن پر ہے، مصافات سے ماخوذ ہے جس کا مادہ صفو ہے یعنی اللہ کا ایسا بندہ جسے اس نے پاک صاف کر دیا ہو اسی لئے صوفی کو صوفی کہتے ہیں۔ کہ وہ نفس کی آلائشوں سے پاک ہو کر راہ حق پر گامزن ہو جاتا ہے۔"[5] ماضی قریب میں صوفی اقبال شاہ نے بھی اسی رائے کی تائید کی ہے۔[6]

چنانچہ جو حضرات صوفی کو صفا کے مادہ سے ماخوذ سمجھتے ہیں۔ وہ باب مفاعلہ سے اس کا ماضی مجہول لیتے ہیں یعنی صافَیَ سے صُوفِیَ بروزن قُوبِلَ، اگر لغوی طور پر یہ اشتقاق صحیح قرار پائے تو صوفی اور تصوف کے مفہوم کو بڑی حد تک ادا کرتا ہے لیکن فی الحقیقت صفا سے نسبت "صفائیہ یا صفوفیہ" بنے گی غالباً اسی وجہ سے امام قیشری نے تصوف اور کلمہ صوفی کے اشتقاق پر بحث کرتے ہوئے لکھا کہ "بعض حضرات نے کہا کہ تصوف صفاء سے مشتق ہے لیکن لغوی اعتبار سے لفظ صوفی لفظ صفاء سے بہت بعید ہے (اس سے صافی بنتا ہے)۔"[7]

2. الصف:

تصوف کی لغوی تحقیق سے متعلق ایک قول یہ ہے کہ یہ لفظ "صف" سے بنا ہے اس رائے کے قائلین کے مطابق صوفیہ وہ لوگ ہیں جو خدا کے حضور اس کی بندگی کے لحاظ سے صف اول میں کھڑے ہیں یعنی وہ لوگ جو اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں اس رائے کی بنیاد شیخ ابو الحسین نوری کا یہ قول ہے۔

"الصوفیہ ھم الذین صفت ارواحھم فصاروا فی الصف الاول بین یدی الحق۔"[8]

---

[1] الجوہری، اسماعیل بن حماد۔ الصحاح فی اللغۃ۔ بیروت: دار الملایین، 1990ء، (زیرہ مادہ صفاء)، ص 290۔

[2] زبیدی، حسینی، سید مرتضی۔ تاج العروس من جواہر القاموس۔ مصر: مطبعہ خیریہ، 1306ھ، تحت مادہ صفاء۔

[3] ابو العلاء العفیفی۔ التصوف۔ بیروت: دار الشعب، س۔ن، ص 31۔

[4] علی بن عثمان، ہجویری۔ کشف المحجوب، (مترجم: سید محمد احمد قادری)۔ لاہور: مکتبہ شمس و قمر، 2012ء، ص 117۔

[5] عبد القادر جیلانی، غنیۃ الطالبین (مترجم: حافظ مبشر حسین)۔ لاہور: نعمانی کتب خانہ، ص 605۔

[6] Iqbal Shah, Islamic Sufism, London: Rider and Co, P.18

[7] قشیری، عبد الکریم ہوازن۔ رسالہ قشیریہ (مترجم: مفتی محمد وسیم اکرم قادری)۔ لاہور: مشتاق بک کارنر، 2012، ص 604۔

[8] علی بن عثمان الھجویری، کشف المحجوب، ص 127۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

صوفیہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی روحوں کو پاک صاف کیا پس وہ اللہ کے حضور صف اول میں ہو گئے۔ لیکن اس رائے کو اس لئے مسترد کیا گیا کہ عربی زبان کے قواعد اس کی توثیق نہیں کرتے، امام قشیری لکھتے ہیں کہ "بعض حضرات نے کہا کہ یہ لفظ (تصوف) صف سے مشتق ہے گویا وہ اپنے دلوں کے اعتبار سے پہلی صف میں ہیں ہاں! یہ مفہوم درست ہے لیکن لغت عرب کے مطابق اس کا منسوب صوفی نہیں (بلکہ صفی) آتا ہے۔[9]

3. الصوفہ:

ایک رائے یہ ہے کہ صوفی کا لفظ عہد جاہلیت کے قبیلہ بنی صوفہ سے اخذ کردہ ہے جو کہ بیت اللہ کی خدمت کیا کرتے تھے ان کو آل صوفان اور آل صفوان بھی کہتے ہیں۔

خلیل بن احمد فراہیدی لکھتے ہیں:

"صوفة: اسم حی من تمیمٍ، وآل صوفان: الذین کانوا یجیزون الحجاج من عرفات"[10]

صوفہ قبیلہ تمیم کا ایک محلہ یا خاندان تھا اور آل صفوان وہ تھے جو عرفات میں حجاج کرام کی خدمت کر کے معاوضہ لیتے تھے

۔

احمد بن فارس نے لکھا ہے:

وصوفة : قوم کانو فی الجاهلیة ، کانوا یخدمون الکعبة ویجیزون الحاج"[11]

اور صوفہ زمانہ جاہلیت میں ایک قوم تھی جو بیت اللہ کی خدمت کرتی تھی اور حاجیوں سے جزیہ وصول کرتی تھی۔

ابن منظور افریقی کے مطابق صوفہ کا اطلاق ہر اس شخص پہ ہوتا ہے جس نے بیت اللہ کی کوئی خدمت انجام دی ہو اور ان کو "صوفان" بھی کہتے ہیں۔[12]

حافظ محمد بن طاہر المقدسی لکھتے ہیں کہ کوفہ کے محدث ولید بن قاسم سے صوفی کی نسبت کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا۔

"قوم فی الجاهلیة یقال لهم صوفة انقطعو الی الله وقطنو الکعبة فمن تشبة بهم فهم الصوفیه"[13]

جاہلیت میں صوفہ کے نام سے ایک قوم تھی جو اللہ تعالیٰ کے لئے یکسو ہو گئی تھی اور جس نے خانہ کعبہ کی خدمت کے لئے خود کو وقف کیا تھا پس جن لوگوں نے ان سے مشابہت اختیار کی وہ صوفیہ کہلائے۔

---

[9] عبدالکریم ھوازن، رسالہ قشیریہ، ص604۔

[10] فراہیدی، خلیل ابن احمد۔ کتاب العین۔ بیروت: دارالفکر، 2001ء، تحت مادۃ صوف۔

[11] ابی الحسن، احمد بن فارس۔ معجم مقاییس اللغۃ۔ بیروت: دارالفکر، ۱۹۸۹ء، تحت مادۃ صوف۔

[12] محمد بن مکرم بن منظور، لسان العرب، تحت مادۃ صوف۔

[13] المقدسی، محمد بن طاہر۔ صفوۃ التصوف، (تعلیق: احمد الشرباصی)۔ مصر: مطبعۃ دار التالیف، س۔ن، ص7۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

علامہ ابن جوزیؒ نے بھی اس رائے کی تائید کی ہے۔[14] اور امام ابن تیمیہ نے بھی اس بات کو نقل کیا ہے تاہم وہ کہتے ہیں کہ اس رائے کو مرتبہ اعتبار اس لئے حاصل نہیں ہوا کہ صوفہ کا قبیلہ غیر معروف تھا اور ایک غیر معروف قبیلے کی جانب مسلمانوں کے عباد وزہاد کی نسبت کو مسلمان اچھی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتے تھے۔[15]

4. الصفہ:

بعض اہل تصوف کی رائے ہے کہ صوفی کی اصل "صُفَّہ" ہے صفہ چبوترے کو کہتے ہیں عہد رسالت ﷺ میں جو لوگ مکہ سے مدینہ ہجرت کے بعد مسجد نبوی ﷺ کے شمالی کنارے پر قیام کرتے تھے انہیں "اصحاب صفہ" کہتے ہیں۔ یہ وہ صحابی تھے جو دوسرے دنیاوی کاموں سے زیادہ زہد اور عبادت میں مشغول رہتے تھے اہل تصوف کا دعویٰ ہے کہ زہد وعبادت وغیرہ جیسی صفات میں اصحاب صغہ صوفیہ کے پیش رو تھے چنانچہ تمام صوفیہ اصحاب صفہ کی جانب منسوب ہونا باعث فضیلت سمجھتے ہیں اور اسی لیے صفہ کو صوفی کا ماخذ قرار دیتے ہیں۔

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کا کہنا ہے کہ لغوی طور پر صفہ سے صوفی کا اشتقاق اگرچہ درست نہیں لیکن معنی کے لحاظ سے صحیح ہے اس واسطے کہ صوفیہ کا حال انکے حال کے مشابہ ہے۔[16] امام قشیریؒ کا بھی کہنا ہے کہ لغوی طور پر صفہ کی طرف نسبت سے لفظ صوفی نہیں بنتا بلکہ "صُفِّی" بنتا ہے۔[17] اسی طرح قواعد لغت کی رو سے ان اقوال کو بھی مسترد کیا گیا جن میں صوفی کو صوفانہ (ایک ترکاری کا نام) اور صوفۃ القفا (گدی کے بال) سے مشتق قرار دینے کی کوششیں کی گئی ہیں۔

5. الصوف:

تصوف کے لغوی اشتقاق سے متعلق ایک رائے یہ بھی ہے کہ یہ لفظ "صوف" بمعنی اون سے ماخوذ ہے بیشتر علماء اور مستشرقین کی یہ رائے ہے اور اس سلسلے میں اخبار اور روایات بھی بکثرت موجود ہیں۔ شیخ ابو نصر سراج طوسیؒ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک صوفیہ اپنے ظاہری لباس کی طرف منسوب ہیں اور بلاشبہ صوف پہننا انبیاء واولیاء کا طریق ہے۔[18]

شیخ ابو بکر کلابازیؒ لکھتے ہیں کہ لباس کی وجہ سے ان کا نام صوفیہ پڑا کیونکہ وہ حظ نفس یا زینت کے لئے نرم لباس نہیں پہنتے بلکہ صرف ستر ڈھانپنے کے لئے بالوں کا کھردرا اور موٹا اونی لباس استعمال کرتے تھے مزید یہ کہ صوفی کا صوف سے اشتقاق ان کے نزدیک اس لئے بھی قابل ترجیح ہے کہ اس میں صوراتاً لفظ بھی درست ہو گا اور لغوی اعتبار سے تعبیر تشریح بھی درست ہو گی۔[19]

---

[14] عبد الرحمن، ابن جوزیؒ۔ تلبیس ابلیس (مترجم، مولانا عبد الحق)۔ لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2009، ص280۔

[15] ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم۔ الصوفیہ والفقراء۔ جدہ: دار المدنی، س۔ن، ص6۔

[16] سہروردی، عمر بن محمد۔ عوارف المعارف (مترجم: مولانا ابو الحسن)۔ لاہور: ادارہ اسلامیات، ص79۔

[17] عبد الکریم ھوازن، رسالہ قشیریہ، ص417۔

[18] طوسی، ابو نصر عبد اللہ بن علی السراج۔ کتاب اللمع۔ لاہور: اسلامک بک فاؤنڈیشن، ص53۔

[19] ابو بکر کلابازی، محمد بن ابراہیم۔ التعرف لمذھب اہل التصوف (مترجم: ڈاکٹر پیر محمد حسن)۔ لاہور: تصوف فاؤنڈیشن، 1998ء، ص37-43

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اس اشتقاق سے متعلق لکھتے ہیں کہ "پس یہ کہنا کہ انہوں نے صوفیہ نام صوف پہننے کے سبب رکھا، تواضع اور فروتنی سے زیادہ تر قریب اور لائق ہے اور ہمیشہ سے صالحین اور زہاد اور متقین اور عباد کو صوف ہی کا لباس مرغوب رہا ہے۔[20]

تصوف کا اصطلاحی مفہوم

تصوف کے اصطلاحی مفہوم سے متعلق بزرگ صوفیہ کرام اور علماء کے متعدد اقوال ملتے ہیں جو تصوف کے اصطلاحی مفہوم کو واضح کرتے ہیں۔ اس ضمن میں تاریخی لحاظ سے دوسری صدی ہجری اور بالخصوص اس کے نصف ثانی سے صوفیہ کے مختلف اقوال منقول ہیں ان اقوال کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان میں تنوع ہے اور یہ تعریف، موضوع اور غرض وغایت کے لحاظ سے تصوف کے مختلف پہلوؤں پر زور دیتے ہیں لیکن ان میں اختلاف نہیں ہے بلکہ تمام ہی اقوال اور تعریفات، اسلام کے مطلوبہ باطنی اعمال و ایمانی صفات کی جانب لوٹتے ہیں جن کے پیدا کرنے کی سعی کو مجموعی طور پر تصوف سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

i. معروف کرخیؒ نے کہا: " التصوف الاخذ بالحقائق والیاس مما فی ایدی الخلائق"[21] تصوف حقائق کو اپنانے اور تنگی محسوس کرنا اس سے جو چیز مخلوق کے ہاں رائج پذیر ہے۔ (جس میں ریاء، سمعہ، جھوٹ، خیانت وغیرہ شامل ہیں)

ii. محمد بن علی بن حسین نے کہا: "التصوف خلق، فمن زاد علیک فی الخلق زاد علیک فی التصوف"[22] تصوف اچھے اخلاق کا نام ہے پس جو خلق میں تجھ سے بڑھ جائے؛ وہ تصوف میں بھی تجھ سے زیادہ ہے۔

iii. حصری نے کہا: التصوف صفاء السر من کدورۃ المخالفۃ۔[23] تصوف باطن کی صفائی کا نام ہے جو ہر قسم کی مخالفت کی غلاظت سے پاک ہو۔

iv. بشر حافیؒ نے کہا: الصوفی من صفا اللہ قلبہ۔[24] صوفی کا لفظ صفا اللہ قلبہ سے ماخوذ ہے یعنی جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے صاف کر دیا ہو۔

v. جنید بغدادیؒ نے کہا: التصوف عنوۃ لا صلح فیھا والمراد بالعنوۃ الجد والتعب والمراغمۃ۔[25] تصوف ایسی مشقت کو کہتے ہیں جس میں بندے کی ذاتی (دنیاوی) فائدہ نہ ہو۔

vi. عمر بن عثمانؒ نے کہا: التصوف ان یکون العبد فی کل وقت بما ھو اولیٰ بہ فی الوقت۔[26] تصوف یہ ہے کہ بندہ ہر وقت اس کام میں مصروف رہے جو اس وقت میں سب سے زیادہ موزوں کام ہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر کیونکہ کہ یہ وقت کی ہر آن میں سب سے موزوں کام ہے)

---

[20] عمر بن محمد سہروردی، عوارف المعارف، ص78۔

[21] عبد الکریم ھوازن، رسالہ قشیریہ، ص466۔

[22] ایضا، ص465۔

[23] علی الھجویری، کشف المحجوب، ص129۔

[24] ایضا، ص133

[25] عبد الکریم ھوازن، رسالہ قشیریہ، ص466۔

[26] ایضا، ص465۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

vii. **محمد المقریؒ نے کہا:** التصوف استقامة الاحوال مع الله ۔ [27]**تصوف اپنے حالات کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے ساتھ جوڑے رکھنے کا نام ہے۔**

صوفیاء کرام کے درج بالا اقوال سے واضح ہوتا ہے کہ ان میں تصوف کی جامع تعریف کے بجائے اس کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ ان اقوال کی تعداد سینکڑوں میں ہے جیسا کہ شیخ سہروردیؒ کا بیان ہے کہ تصوف کی ماہیت سے متعلق مشائخ سے ایک ہزار سے زائد اقوال منقول ہیں۔[28] **یہ تعریفات تصوف کی تدوین سے قبل یا اس کے ابتدائی ادوار کی ہیں۔ بعد کے ادوار کی کتب تصوف میں صوفیہ کرام کے منہج، طریقہ کار و احوال اور تصوف کی جامع تعریفات کو بیان کیا گیا ہے، شیخ سہروردیؒ نے بعض مشائخ سے تصوف کی درج ذیل تعریف کو نقل کیا ہے:**

> " تصفية القلب عن موافقة البرية و مفارقة الأخلاق الطبيعية، وإخماد صفات البشرية، و مجانبة دواعي النفسانية و منازلة صفات الروحانية، والتعلق بعلوم الحقيقة ، واتباع الرسول في الشريعة "[29]
>
> **دل کو مخلوقات کی موافقت سے صاف کرنے، طبعی عادات سے جدائی اختیار کرنے، بشری صفات کو بجھا دینے، نفس کے دعوت دینے والے پہلوؤں سے بچ جانے، روحانی صفات کے اپنے اندر داخل کر لینے، حقیقت کے علم سے تعلق قائم کر لینے اور شریعت پر چلنے کے لیے رسول اکرم ﷺ کی اتباع کو اپنا لینے کا نام تصوف ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ تصوف دراصل ایک جامع اسم ہے جو زہد، فقر اور دیگر مطلوب اوصاف وغیرہ کو شامل ہے۔**

ان تعریفات سے واضح ہوتا ہے کہ تصوف صوفیہ کے ہاں قلب کی گناہوں سے پاکی، حظوظ نفسانیہ سے بچاؤ، اعلیٰ اخلاق اور اتباع سنت و شریعت کا نام ہے۔

شیخ احمد زروقؒ تصوف کے مقصود اور تعریف سے متعلق لکھتے ہیں:" التصوف علم قصد لاصلاح القلوب وافرادها لله عما سواه، [30]**تصوف ایسا علم ہے جو دلوں کی اصلاح کے لیے وضع کیا گیا ہے، اور دلوں کو ماسوی اللہ سے ہٹانے کے لیے مقصود ہے۔ مزید لکھتے ہیں "**وقد حد التصوف و فسر بوجوه تبلغ نحوالالفين ترجع كلها لصدق توجه الى الله ، وانما هى وجوه فيه والله اعلم "[31]**تصوف کی تعریفات کی گئی ہیں اور اس کی دو ہزار کے قریب تفسیری وجوہات بیان کی گئی ہیں جو تمام کی تمام توجہ الی اللہ کی طرف رجوع کرتی ہیں اور یہی وجوہ تصوف ہیں اور اللہ تعالیٰ بہت بہتر جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب توجہ کو خالص کرنے کی بابت مزید فرماتے ہیں:**" فلا تصوف الا بفقه اذالا يعرف احكام الله تعالىٰ الظاهرة الا منه ولا فقه الا بتصوفٍ اذ لا عمل الا بصدق توجه، ولا هما الا با يمان اذلا يصح واحد منهما بدونه۔[32]**تصوف بغیر فقہ کے متصور نہیں کیونکہ اسی کی بدولت اللہ تعالیٰ کے احکام کو سمجھا جاتا ہے اور فقہ بغیر تصوف کے ممکن نہیں کیونکہ ہر عمل توجہ کی صداقت سے ممکن ہوتا ہے۔ اور یہ دونوں ایمان کے ساتھ ہی قائم دائم ہیں؛ ان میں کوئی دوسرے کے بغیر صحیح نہیں ہوتا۔**

---

[27] علی الھجویری، کشف المحجوب، ص134۔

[28] عمر بن محمد سہروردی، عوارف المعارف، ج1، ص69۔

[29] ایضا، ج1، ص68۔

[30] زروق، احمد بن احمد، قواعد التصوف، (محقق: دکتور عبد المجید خیالی)، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، طبع دوم، 2005ء، ص26۔

[31] ایضاً، ص21۔

[32] ایضاً، ص22۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

امام غزالیؒ نے بھی تصوف کو اللہ تعالیٰ کے لئے قلب کو ماسوی سے پاک کرنے اور نتیجے میں ظاہری و باطنی اعمال کی تحسین قرار دیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:" فهو عبارة عن تجرد القلب لله تعالىٰ واستحقار ماسوى الله وحاصله يرجع الى عمل القلب والجوارح" [33] تصوف دل کے اللہ تعالیٰ کی طرف خالی ہونے سے عبارت ہے اور ماسوی اللہ کو حقیر سمجھنے کا نام ہے، اور اس کی اصل دل اور اعضاء ظاہریہ کے عمل کی طرف لوٹتی ہے۔

تصوف کی ایک بڑی جامع تعریف شیخ الاسلام قاضی زکریا انصاریؒ نے کی ہے لکھتے ہیں:

" التصوف علم يعرف به احوال التزكية للنفوس وتصفية الاخلاق و تعمير الظاہر والباطن لنيل سعادة الابدية" [34] تصوف ایسا علم ہے جس کے ساتھ تزکیہ نفس، تزکیہ اخلاق اور ظاہر و باطن کی تعمیر کو جانا جاتا ہے تا کہ ابدی سعادت کا حصول ہو۔

تصوف کے اصطلاحی مفہوم سے متعلق متقدمین و متاخرین صوفیہ و علماء کرام کی درج بالا آراء کا اگر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان میں دو باتیں مشترک ہیں، پہلی بات تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن ہے اور دوم کامل اتباع شریعت۔ اگر غور کیا جائے تو یہ دونوں چیزیں دین اسلام کی روح اور مقصود ہیں۔ تزکیہ نفس کو قرآن مجید نے نبوت کے اہم مقاصد و فرائض میں سے ایک قرار دیا ہے جبکہ ظاہراً و باطناً اتباعِ شریعت میں حصول کمال کو حدیث مبارکہ میں "احسان" سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کی تعلیم دی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تصوف کو علماء و صوفیہ نے "احسان" اور فقہ باطن سے بھی تعبیر کیا ہے۔

یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ تزکیہ و احسان کے حصول میں صوفیہ کا منہج اور تصوف کا طریق کار کیا ہے؟ اور کیا اسلامی تصوف اس کے حصول میں شریعت سے روگردانی کو روا رکھتا ہے؟ اس معاملہ کو بھی صوفیہ کرام نے وضاحت سے بیان کیا ہے چنانچہ آئمہ تصوف میں سے بزرگ محقق صوفی ابو نصر سراج طوسیؒ تصوف اور منہج صوفیاء سے متعلق استفسار کے جواب میں صوفیہ کے منہج کو درج ذیل چار اصولوں میں مقید کرتے ہیں، لکھتے ہیں:

اصول مذهبهم: (١) متابعة كتاب الله عزوجل (٢) والاقتداء لرسول اللهﷺ (٣) والتخلق بأخلاق الصحابة والتابعين (٤) والتأدب بآداب عباد الله الصالحين۔ [35]

صوفیاء کے مذہب (طریق کار) کے چار اصول ہیں: کتاب اللہ کی اتباع، رسول اکرم ﷺ کی اقتداء، صحابہ کرام اور تابعین کی عادات مبارکہ کو اپنانا اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی اداؤں کو سیکھنا۔

شیخ طوسیؒ اس موقف کو آگے مزید واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں "صوفیہ کرام کے تمام طبقے (جمہور) محدثین و فقہاء اسلام کے متعقدات سے کامل اتفاق رکھتے ہیں۔۔۔ وہ صوفیہ کرام جو علمی لحاظ سے فقہا و محدثین کے مرتبے کے نہیں ہوتے وہ قوانین حدود شریعت کے مشکل مسائل کے حل کے سلسلے میں انہیں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

---

[33] غزالیؒ، محمد بن محمد۔ احیاء علوم الدین۔ بیروت: دار معرفۃ، س۔ن، ج2، ص250۔

[34] زکریا انصاری، قاضی، حاشیۃ علی الرسالۃ القشیریہ، ص7۔

[35] طوسی، عبداللہ بن محمد، ابو نصر سراج۔ مصر: دار الکتب الحدیثۃ، 1960ء، ص21۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اسی ضمن میں جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں "لوگوں پر رسول اللہ ﷺ کی پیروی کے علاوہ تمام دروازے بند ہیں۔ جس شخص کو قرآن حفظ نہ ہو (قرآن کے معانی، مطالب و تفاسیر نہ جانتا ہو اور نہ ہی حدیث لکھتا ہو (حدیث یاد کرتا ہو، تصوف کے معاملے میں اس کی پیروی نہیں کی جائے گی کیونکہ ہمارا یہ علم (تصوف) قرآن و حدیث کا محتاج ہے۔۔۔ علم تصوف قرآن و حدیث کے قوانین میں مقید ہے۔"[36]

اسی طرح حضرت مجدد الف ثانیؒ نے ملا حاجی محمد لاہوری کے نام مکتوب میں لکھا "شریعت کے تین اجزاء ہیں: علم، عمل اور اخلاص، طریقت اور حقیقت جس سے صوفیہ ممتاز ہیں، تیسرے جزو یعنی اخلاص کے کامل کرنے میں شریعت کی خادم ہیں پس ان دونوں کی تکمیل سے مقصود شریعت کی تکمیل ہے، نہ کوئی اور امر شریعت کے سوا"[37]

اسی حوالے سے مشہور فقیہ علامہ شامیؒ نے لکھا ہے "الطریقۃ والشریعۃ متلازمۃ۔"[38] شریعت اور طریقت دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ چنانچہ ان تصریحات سے واضح ہوتا ہے کہ صوفیہ کے ہاں تصوف حدود شریعت سے بالا کسی اشتغال کا نام نہیں بلکہ یہ شرع کے تابع ہے۔

علامہ حامد صقر تصوف، تصوف کی حد، موضوع اور غرض و غایت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "فحدہ : علم یعرف بہ کیفیۃ تصفیۃ الباطن من عیوب النفس و صفاتھاالمذمومۃ و موضوعہ: افعال القلب والحواس من حیث التزکیۃ للنفس والتصفیۃوفائدتہ : اصلاح الانسان ظاہراً و باطناً ، فالتضلع فی ھذا العلم یبقی صاحبہ سوء الخاتمۃ، ویحملہ علی التوبۃ والانابۃ وسلوک ما یوجب الفوز والسعادۃ"[39]
>
> تصوف کی تعریف یہ ہے کہ یہ ایک ایسا علم ہے جس کے ساتھ معرفت حاصل کی جاتی ہے نفس کے عیبوں سے باطن کے تصفیہ کی اور اس کی بری عادات کی۔ اور اس کا موضوع تزکیہ نفس کے اعتبار سے دل اور حواس کے افعال ہیں اور اس کا فائدہ انسان کی ظاہری و باطنی اصلاح ہے۔ اور اس علم میں غور و خوض کرنے سے انسان برے خاتمہ سے بچ جاتا ہے اور یہ علم انسان کو توبہ، رجوع الی اللہ اور کامیابی و کامرانی کے راستے پر چلاتا ہے۔

تصوف کے اصطلاحی مفہوم سے متعلق درج بالا اقوال و تعریفات سے معلوم ہوتا ہے کہ تصوف اسلام جس کو چاہے علم حقیقت، طریقت، تزکیہ یا احسان و سلوک سے تعبیر کیا جائے، اپنی اصل میں اسلام و شریعت کی متابعت میں انسان کے باطن کا تزکیہ و تصفیہ اور اتباع شریعت میں درجہ احسان حاصل کرنے کی سعی کا نام ہے۔ اپنے طریقہ کار کے مطابق شریعت کے تابع ہے، اس کا موضوع تزکیہ و تصفیہ کی نظر سے قلوب و حواس کے افعال ہیں اور اس کی غرض و غایت اتباع شریعت میں کمال اور ابدی سعادت و فلاح کا حصول ہے۔

---

[36] عبدالکریم ھوازن، رسالہ قشیریہ، ص125-124۔

[37] سرہندی، شیخ احمد۔ مکتوبات ربانی (مترجم، قاضی عالم دین)، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2004ء، ج1، ص174۔

[38] ابن عابدین، محمد امین بن عمر۔ حاشیۃ رد المختار علی الدر المختار۔ بیروت: دار الفکر، 1421ھ، ج4، ص239۔

[39] حامد صقر، علامہ۔ نور التحقیق فی صحۃ اعمال الطریق، مصر: مطبعۃ دار التالیف بالمالیۃ، ط۔2، 1980ء، ص97-99۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

عصر حاضر کا خانقاہی نظام اور تصوف میں ان کی خدمات

عصر حاضر میں ملک پاکستان کی سرزمین پر متعدد خانقاہیں تصوف کے حوالے سے خدمات سر انجام دے رہی ہیں۔ اگرچہ ان کا زمانہ کچھ قدیم ہے لیکن اس وقت بھی ان کی خدمات جاری ہیں تو ان تمام خانقاہوں کو اس مقالہ میں بیان کیا گیا ہے۔ ذیل میں مشہور خانقاہوں کا تعارف اور ان کی تعلیمات تصوف کو بیان کیا گیا ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

1. مولانا عبد الخالقؒ کبیر والا ملتان (1896-1966)

مولانا عبد الخالق 1313ھ کو ضلع جھنگ کے شہر شور کوٹ میں مولانا امین بن محمد اسلام کے ہاں پیدا ہوئے، آپ نے درس نظامیؒ کی ابتدائی کتب اپنے والد سے پڑھیں پھر 1341ھ میں دار العلوم دیوبند میں داخلہ لیا، اور قابل قدر اساتذہ سے اکتساب فیض کیا جن میں مشہور اساتذہ؛ مولانا انور شاہ کشمیری، مولانا محمد حسن، مفتی عزیز الرحمن، مولانا محمد رسول ہزاروی شامل ہیں، دوران طالبعلمی آپ نے خانقاہ سراجیہ کندیاں حاضر ہو کر مولانا ابو السعد خان سے بیعت ہوئے اور آپ کے وصال کے بعد آپ کے جانشین مولانا عبد اللہ لدھیانوی سے تجدید بیعت کی، اور آپ نے خلافت عطاء کی۔ پھر دورہ حدیث کے بعد چھ سال تک جامعہ قاسم العلوم ملتان میں شیخ الحدیث کے منصب پر براجمان ہو کر درس حدیث دیتے رہے، پھر 1374ھ میں دار العلوم کبیر والا کا سنگ بنیاد ڈالا اور باقی عمر اسی ادارے میں دین متین کی خدمت کی۔ 1386ھ کو موصوف نے بحالت مراقبہ وصال فرمایا؛ آپ کی نماز جنازہ مولانا ابو الخلیل خان محمد سبط اللہ نے پڑھائی۔[40]

2. محمد صدیق بھورویؒ (1913-2006)

خواجہ محمد صدیق 1913ء کو میانوالی کی تحصیل عیسیٰ خیل میں فتح محمد بھوروی کے ہاں پیدا ہوئے، سلسلہ نقشبند کی عظیم درگاہ بھور شریف دو صدیوں سے دین متین کی خدمت میں بے لوث خدمات سر انجام دے رہی ہے اور سلسلہ نقشبند چونکہ بدعات کے سخت مخالف ہے تو یہاں بھی درگاہ عالیہ میں اختلاط مرد و زن پر سخت پابندی ہے، یہاں پر متقدمین بزرگان دین کی تصوف پر لکھی گئی فارسی کتب کے تراجم کیے جا رہے ہیں مثلا المنیفہ فی آباء الشریفہ جس میں سرکار اقدس ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان کے متعلق تحقیقات شامل ہیں۔ محمد صدیق صاحب کی زیر نگرانی تصوف پر درج ذیل تصانیف مجلس فتحیہ کے شعبہ نشریات کے تعاون سے منظر عام پر آچکی ہیں جو در حقیقت خواجہ محمد صدیق صاحب کے اسباق و دروس اور لطائف کی تفصیل پر زبردست معلومات کو جامع ہیں؛ اور وہ درج ذیل ہیں:

فتح مبین	مستند حکایات
دلائل باہرہ	تنویر القلوب
فتح الکلام۔	

[40] رانجھا، نذیر احمد، تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ، ص286۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

آپ کے تعارف پر ایک کتاب "مرکز علم و عرفان وہدایت دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ بھور شریف" پبلش ہو چکی ہے، آپ 2006ء کو راہی ملک بقاء ہوئے؛ آپ کی نماز جنازہ بھور شریف میں ادا کی گئی جو میانوالی کے تاریخ ساز اجتماعات میں سے ایک اجتماع کی مانند تھا۔[41]

3. قاضی شمس الدین ہزارویؒ (1916-1991)

قاضی شمس الدین بن قاضی فیروز الدین ہزاروی مولانا ابو السعد احمد خان کے خلیفہ مجاز تھے، آپ 1937ء میں ضلع ہری پور ہزارہ میں پیدا ہوئے ، آپ نے دینی تعلیم کئی مشائخ سے حاصل کی ، دورہ حدیث شریف مولانا کفایت اللہ صاحب سے مدرسہ امینیہ دہلی میں پڑھا پھر دورن تعلیم 1931ء میں مولانا محب النبی قریشی کے ہمراہ گولڑہ شریف حاضر ہو کر قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ سے بیعت ہوئے۔ پھر آپ کے وصال کے بعد خانقاہ سراجیہ کندیاں حاضر ہو کر مولانا عبد اللہ لدھیانوی سے بیعت ہوئے، تصوف پر آپ کی کتاب تاریخ مزار شریف قلمی نسخے میں بے مثال تصنیف ہے۔ آپ کا ایک اور قابل رشک کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے مولانا خان محمد سبط اللہ کے حکم پر نذیر احمد عرشی کی کتاب تحفہ سعیدیہ کا مقدمہ لکھا جس میں حاجی دوست محمد قندھاری، خواجہ عثمان دامانی، مولانا ابو السعد احمد خان اور مولانا عبد اللہ لدھیانوی کے احوال و معارف کو شامل کیا۔[42]

4. پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ (1918-1998)

پیر محمد کرم شاہ الازہری ضلع سرگودھا کے شہر بھیرہ میں امیر السالکین پیر محمد شاہ کے ہاں 1918ء کو پیدا ہوئے، آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ بھیرہ شریف میں حاصل کی پھر 1951ء کو جامعہ الازہر مصر تشریف لے گئے اور وہاں سے اکتساب فیض کیا، 1981ء کو وفاقی شرعی عدالت کے جج بنے، آپ نے سولہ سال تک یہ فریضہ بطریق احسن نبھایا۔ عالم اسلام کی عظیم درسگاہ دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف آپ کی مرہون منت ہے، آپ کی تصانیف میں تفسیر ضیاء القرآن، ترجمہ جمال القرآن، سیرت ضیاء النبی، سنت خیر الانام، دلائل الخیرات کا ترجمہ اور ماہنامہ مجلہ ضیائے حرم شامل ہیں۔ آپ 1998ء کو فوت ہوئے۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے مرشد شیخ حمید الدین سیالویؒ نے پڑھائی۔[43]

5. ابو الخلیل خواجہ خان محمدؒ خانقاہ سراجیہ کندیاں (1920-2010)

آپ 1920ء کو خواجہ عمر کے ہاں پیدا ہوئے ، جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سے دینی علوم حاصل کیے ، آپ کے اساتذہ میں مولانا حسین احمد مدنی، مولانا اعزاز علی صاحب ہیں، مولانا موصوف نے 1941ء میں دار العلوم دیوبند سے سند الفراغ حاصل کی، 1977ء میں مولانا محمد یوسف بنوری کے وصال بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مقرر ہوئے آپ نے ہر سال فریضہ حج ادا کیا آپ نے اپنی نوے سالہ زندگی میں 65 حج ادا فرمائے، 2010ء میں آپ فوت ہوئے اور اپنے شیخ مولانا عبد اللہ لدھیانوی کے قرب وجوار میں دفن ہوئے آپ کی نماز جنازہ میں ملک پاکستان کے نامور علماء نے شرکت کی جن میں مولانا فضل الرحمن، عبد الغفور حیدری، مولانا تقی عثمانی، مولانا حنیف جالندھری اور عبد الرزاق سکندر قابل ذکر ہیں۔[44]

---

[41] نیازی، محمد یوسف۔ مرکز علم و عرفان وہدایت۔ کراچی: گردیزی پبلشرز، 2001ء، ص12-85۔

[42] رانجھا، محمد نذیر۔ تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ۔ لاہور: جمعیۃ پبلی کیشنز، 2003ء، ص281۔

[43] احمد بخش، (پروفیسر)۔ جمال کرم۔ لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2003ء، ج1، ص67۔

[44] رانجھا، نذیر احمد، تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ۔ ص101۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

6. سید عبدالحق شاہ گیلانیؒ چراغ گولڑہ (1926-2020)

سید عبدالحق شاہ؛ پیر مہر علی شاہ کے پوتے ہیں، سید غلام محی الدین المعروف بابو جی کے چھوٹے بیٹے ہیں، جنہیں لالا جی کہا جاتا ہے، آپ 1926ء کو گولڑہ شریف میں پیدا ہوئے، آپ نے دینی تعلیم جامعہ بہاولپور کے شیخ غلام محمد گھوٹوی سے حاصل کی، آپ کے تصوف میں مراتب کا یہ عالم تھا کہ اکثر اوقات آپ استغراق کی کیفیت میں رہتے تھے اور یہ صوفی کے لیے اعلیٰ مرتبہ شمار ہوتا ہے کہ وہ جلوہ حق سے سرشار رہتا ہے۔[45]

7. شیخ محمد یونسؒ (1937-2017)

مولانا محمد یونسؒ 1937ء کو جونپور میں پیدا ہوئے، آپ انڈیا میں تصوف کے مایہ ناز صوفی شمار ہوتے ہیں، مولانا محمد زکریا کاندھلوی کی بیعت کی اور ان سے دینی علوم کا بھی اکتساب فرمایا، مولانا اسعد اللہ صاحب نے آپ کو خلافت عطا کی۔ پھر جب زکریا صاحب آنکھوں کی کمزوری کا شکار ہوئے تو مولانا موصوف کو بخاری شریف کی تدریس سونپ دی، 2017ء کو آپ نے وفات پائی۔[46]

8. محمد نعمان سراجیؒ (1941-1993)

خواجہ محمد نعمان جان سراجی خانقاہ قندھاری موسیٰ زئی شریف میں محمد اسمٰعیل سراجی کے ہاں 1941ء کو پیدا ہوئے، آپ نجیب الطرفین عثمانی بزرگ تھے، آپ کا نسب چوتھی پشت میں خواجہ محمد عثمان دامانی تک جا پہنچتا ہے۔ آپ کے والد صاحب نے ہشت سلاسل تصوف میں آپ کو خلافت و اجازت عطاء کی، اور آپ کی قلبی کیفیات پر بطریق طفرہ لطائف عشرہ توجہ مرکوز فرمائی، آپ 1993ء کو فوت ہوئے۔[47]

صاحبزادہ محمد زید خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں 1986ء کو پیدا ہوئے، دینی تعلیم کے لیے عالم اسلام کی عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف میں داخل ہوئے اور 2011ء میں بھیرہ شریف سے سند الفراغ حاصل کی، موصوف ابھی بقید حیات ہیں اور خانقاہ قندھاری کی خدمات پر مامور ہیں۔[48] صاحبزادہ صاحب کی زیر نگرانی چالیس کے قریب کتب منظر عام پر آچکی ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

مکتوبات قندھاری،	فوائد عثمانی از اکبر دہلوی،
تحفہ زاہدیہ،	فضائل الباری فی مناقب قندھاری،
مواہب رحمانیہ،	سلسلۃ الذہب المعروف بسلسلہ سراجیہ

---

[45] ضیائے حرم، ستمبر 2020ء، چراغ گولڑہ کا آخری سفر، سید زاہد حسین نعیمی، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ص 55۔

[46] مظاہری، کوثر علی سبحانی۔ تذکرۃ الشیخ محمد یونسؒ۔ انڈیا: مکتبۃ الشیخ محمد یونسؒ، 2017ء، ص 21-111۔

[47] سراجی، محمد زید، فیوضات سراجیہ، ص 466۔

[48] سراجی، محمد زید، فیوضات سراجیہ، ص 484۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

9. شاہ حکیم محمد اخترؒ(1923-2000)

شاہ حکیم محمد اخترؒ شاہ تصوف کے ماہتاب ہیں، آپ ہندوستان کے صوبہ اترپردیش میں 1923ء کو محمد حسین کے ہاں پیدا ہوئے۔[49] بارہ سال کی عمر میں محبت الٰہی کا جام آپ کے سینے میں ٹھاٹھیں مارنے لگا، بچپن میں ہی آپ نے آدھی رات کے وقت جنگلوں کی طرف نکل جانے کا معمول بنالیا جس پر آپ کو والدین نے منع کیا تو آپ نے مسجد میں جانے کو معمول بنالیا، پھر ابتدائی تعلیم کے بعد درس نظامیؒ کی تعلیم مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری سے حاصل کی، آپ نے سلسلہ تصوف میں مولانا اشرف علی تھانویؒ سے آپ نے اپنی نسبت قائم کی کہ جو بالواسطہ بیعت تھی کیونکہ آپ شیخ طریقت کی تلاش میں نکلے اور تھانوی صاحب کے خلیفہ مجاز حافظ ابوالبرکات سے درخواست کی لیکن انہوں نے یہ کہہ کر معذرت کرلی کہ مجھے تھانوی صاحب نے عوام الناس سے بیعت لینے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے اور آپ عوام سے نہیں بلکہ آپ ایک جید عالم دین ہیں لہذا آپ تھانوی صاحب کے پاس حاضر ہوں تو آپ نے تھانوی صاحب سے مکاتبت فرمائی جس کا جواب آپ کے خلفاء نے ارسال کیا کہ مولانا تھانوی صاحب شدید بیمار ہیں؛ آپ ان کے کسی خلیفہ صاحب کی بیعت فرمالیں تو آپ نے شاہ عبدالغنی پھولپوری کا انتخاب فرمایا، اور ان کے ہاں جاکر چلہ کاٹنے کی درخواست کی تو حضرت صاحب نے بصد خوشی قبول فرمایا[50] تو اس دوران حضرت صاحب کی اہلیہ فوت ہوگئیں اور حکیم اخترؒ کی والدہ بھی بیوہ تھیں تو اس طرح حکیم اخترؒ صاحب نے اپنی والدہ سے مشورہ کے بعد اپنے شیخ کو اپنی والدہ سے نکاح کرنے کی درخواست کی جسے حضرت صاحب نے یہ کہتے ہوئے قبول فرمایا کہ امام اعظم ابوحنیفہ نے اپنے شاگرد امام محمد کی والدہ سے شادی کی تھی۔[51] آپ نے 1983ء میں خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کا سنگ بنیاد رکھا جو ایک عظیم درگاہ تصوف ہے۔ 1960ء میں آپ نے پاکستان ہجرت کی اور کراچی کے علاقے ناظم آباد میں سکونت اختیار کی۔ آپ نے یکم اپریل 2000ء کو وصال فرمایا۔[52] آپ کثیر التصانیف صوفی بزرگ تھے، آپ کی تصانیف کی تعداد 200 سے متجاوز تھی، جن میں سے چند مشہور کتب درج ذیل ہیں:

معارف مثنوی	مثنوی اخترؒ
خزائن القرآن	خزائن الحدیث
خزائن شریعت وطریقت	خزائن معرفت ومحبت
معرفت الٰہیہ	کشکول معرفت
معارف شمس تبریز	فغان رومی
معارف ربانی	مواعظ اخترؒ

---

[49] ندوی، اسجد قاسمی۔ اخترؒ تاباں۔ انڈیا: مرکز الکوثر، 2014ء، ص14۔

[50] میر، سید عشرت جمیل۔ رشک اولیاء حیات اخترؒ۔ کراچی: ادارہ تالیفات اخترؒیہ، 2017ء، ص5۔

[51] میر، عشرت جمیل۔ رشک اولیاء حیات اخترؒ۔ کراچی: ادارہ تالیفات اخترؒیہ، 2017ء، ص459۔

[52] میر، عشرت جمیل، رشک اولیاء حیات اخترؒ، ص479۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

10. ذوالفقار احمد نقشبندیؒ (1953)

پیر ذوالفقارؒ احمد نقشبندیؒ 1953ء ضلع جھنگ کے کھرل خاندان میں پیدا ہوئے، آپ کو حضرت جی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کے والدین انتہائی پرہیز گار تھے، آپ خود اپنے بارے میں اظہار فرماتے ہیں کہ بچپن میں جب میں اپنی والدہ کے ساتھ سوتا تھا؛ رات کو اچانک میری آنکھ کھل جاتی تو میں اپنی والدہ کو اپنے پہلو میں نہ پاکر ادھر اٹھ کر بیٹھ جاتا تھا اور دیکھتا تو میری والدہ تہجد میں مصروف ہوتی تھیں، اور پھر والدہ صاحبہ بلند آواز میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتی تھیں۔[53] آپ نے اپنی نسبت سید زوار حسین شاہ صاحب سے قائم کی اور موصوف سے مکتوبات مجدد الف ثانیؒ سبقاً پڑھی، شیخ کی وفات کے بعد مرشد عالم سے 1983ء میں خلافت حاصل کی۔[54] آپ ابھی بقید حیات ہیں، مولانا موصوف کثیر التصانیف عالم ہیں جن میں سے کچھ حسب ذیل ہیں:

اہل دل کے تڑپا دینے والے واقعات	عمل سے زندگی بنتی ہے
اولاد کی تربیت	باادب بانصیب
برکات رمضان	دوائے دل
دنیا میں گناہوں کے اثرات	خانہ دل آباد رہے
تمنائے دل	تصوف وسلوک
مکتوبات فقیر	مہلک روحانی امراض
زبدۃ السلوک	سکون دل۔

خلاصہ بحث

اسلام وہ مقدس صحیفہ ہے جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ خود فرمارہا ہے۔ اسلام پاکیزہ دین ہے جو اپنے ماننے والوں کو بھی طہارت ظاہری وباطنی کا حکم دیتا ہے اور اس منصب کی پاسداری کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء بھیجے جن کا مقصد تزکیہ واحسان تھا۔ اور ان کے بعد امت کے برگزیدہ علماء وصلحاء نے اس کا التزام کیا ہے۔ اور ہر دور میں ان نفوس قدسیہ نے طہارت باطنی کا اہتمام کرنے کی خاطر خانقاہی نظام شروع کیا ہے۔ اور آج تک بندگان خدا کو معرفت الٰہی کا درس دینے کے لیے مردان خداشناس موجود ہیں۔

نتائج وسفارشات

تصوف تعلیمات اسلام کے ایک جامع پہلو کا نام ہے؛ جس کا دوسرا نام تزکیہ واحسان ہے۔

قرآن وحدیث کی عملی صورت کا نام تصوف ہے۔ جس کا آغاز اصحاب صفہ سے ہوا اور آج تک جاری وساری ہے۔

تصوف من گھڑت نظریات، غیر شرعی وظائف، غیر شرعی رسومات اور اسلام کے منافی طرز حیات سے منع کرتا ہے۔

---

[53] ذوالفقارؒ احمد نقشبندیؒ۔ حیات حبیب۔ فیصل آباد: مکتبۃ الفقیر، س ط ن، ص 744۔

[54] ذوالفقارؒ احمد نقشبندیؒ، سفر نامہ کوہ طور۔ انڈیا: مکتبۃ الحجاز، س ط ن، ص 137۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اسلامی تصوف حقیقت شناسی کا نام ہے؛ جس کی ضرورت ہر دور میں مسلم رہی ہے۔
اسلامی تعلیمات کو اپنانے کی ہمیشہ ضرورت رہی اور رہے گی لہذا اس موضوع کی اہمیت بہر صورت باقی ہے۔ جس پر تحقیقی کام کی دعوت دی جاتی ہے۔

کتابیات

ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم۔ الصوفیہ والفقراء۔ جدہ: دار المدنی، س۔ن
ابن عابدین، محمد امین بن عمر۔ حاشیۃ رد المختار علی الدر المختار۔ بیروت: دار الفکر، 1421ھ
ابو العلاء العفیفی۔ التصوف۔ بیروت: دار الشعب، س۔ن
ابو بکر کلابازی، محمد بن ابراہیم۔ التعرف لمذھب اہل التصوف (مترجم: ڈاکٹر پیر محمد حسن)۔ لاہور: تصوف فاؤنڈیشن، 1998ء
ابی الحسن، احمد بن فارس۔ معجم مقاییس اللغۃ۔ بیروت: دار الفکر، ۱۹۸۹ء
احمد بخش، (پروفیسر)۔ جمال کرم۔ لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2003ء
الجوہری، اسماعیل بن حماد۔ الصحاح فی اللغۃ۔ بیروت: دار الملایین، 1990ء
حامد صقر، علامہ۔ نور التحقیق فی صحۃ اعمال الطریق، مصر: مطبعۃ دار التالیف بالمالیۃ، ط۔2، 1980ء
ذوالفقارؒ احمد نقشبندیؒ، سفر نامہ کوہ طور۔ انڈیا: مکتبۃ الحجاز، س۔ن
ذوالفقارؒ احمد نقشبندیؒ۔ حیات حبیب۔ فیصل آباد: مکتبۃ الفقیر، س۔ن
رانجھا، محمد نذیر۔ تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ۔ لاہور: جمعیۃ پبلی کیشنز، 2003ء
زبیدی، حسینی، سید مرتضی۔ تاج العروس من جواہر القاموس۔ مصر: مطبعہ خیریہ، 1306ھ
زروق، احمد بن احمد، قواعد التصوف، (محقق: دکتور عبد المجید خیالی)، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، طبع دوم، 2005ء
سرہندی، شیخ احمد۔ مکتوبات ربانی (مترجم، قاضی عالم دین)، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2004ء
سہروردی، عمر بن محمد۔ عوارف المعارف (مترجم: مولانا ابو الحسن)۔ لاہور: ادارہ اسلامیات، س۔ن
ضیائے حرم، ستمبر 2020ء، چراغ گولڑہ کا آخری سفر، سید زاہد حسین نعیمی، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، س۔ن
طوسی، ابو نصر عبد اللہ بن علی السراج۔ کتاب اللمع۔ لاہور: اسلامک بک فاؤنڈیشن، س۔ن
عبد الرحمن، ابن جوزیؒ۔ تلبیس ابلیس (مترجم، مولانا عبد الحق)۔ لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2009،
عبد القادر جیلانی، غنیۃ الطالبین (مترجم: حافظ مبشر حسین)۔ لاہور: نعمانی کتب خانہ س۔ن
علی بن عثمان، ہجویری۔ کشف المحجوب، (مترجم: سید محمد احمد قادری)۔ لاہور: مکتبہ شمس و قمر، 2012ء
غزالیؒ، محمد بن محمد۔ احیاء علوم الدین۔ بیروت: دار معرفۃ، س۔ن
فراہیدی، خلیل ابن احمد۔ کتاب العین۔ بیروت: دار الفکر، 2001ء
قشیری، عبد الکریم ھوازن۔ رسالہ قشیریہ (مترجم: مفتی محمد وسیم اکرم قادری)۔ لاہور: مشتاق بک کارنر، 2012،

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

مظاہری، کوثر علی سبحانی۔ تذکرۃ الشیخ محمد یونسؒ۔ انڈیا: مکتبۃ الشیخ محمد یونسؒ، 2017ء

المقدسی، محمد بن طاہر۔ صفوۃ التصوف، (تعلیق: احمد الشرباصی)۔ مصر: مطبعۃ دار التالیف، س۔ن

میر، سید عشرت جمیل۔ رشک اولیاء حیات اخترؒ۔ کراچی: ادارہ تالیفات اخترؒیہ، 2017ء

ندوی، اسجد قاسمی۔ اخترؒ تاباں۔ انڈیا: مرکز الکوثر، 2014ء

نیازی، محمد یوسف۔ مرکز علم و عرفان وہدایت۔ کراچی: گردیزی پبلشرز، 2001ء